ماحولیاتی آلودگی اور ہماری ذمہ داریاں، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Environmental Pollution and Our Responsibilities: in The Light of Sīratul-Nabī

Muhammad Abdullah
Professor, Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore, Pakistan: abdullah_pu@hotmail.com

Abstract.

There is a purpose to the creation of this universe. The goal is to preserve the beauty of the universe and the environment, to make it beneficial to all the humanity and also for other creatures, and to protect it from corruption.This goal will be fulfilled only when the principles and rules laid down by the Creator of the universe will be observed.These rules have been given by Allah Almighty through His Prophets(Peace be upon Them).The last Prophet in the chain of guidance is Muhammad (PBUH), whom Allah Almighty has declared to be the standard of best and ideal example.Purification of the hearts and minds of the believers was one of the basic duties of the Holy Prophet (PBUH).Lawful and unlawfulrules have been laid down in all Divine religions including Islam.Types of pollution include environmental pollution, air pollution, thermal pollution, soil pollution, light pollution, water pollution and noise pollution.At present, the whole world has become a global village. Due to which the challenge of environmental pollution is also global.Adherence to purity and cleanliness is essential for the elimination of environmental pollution. This purity and cleanliness is physical, spiritual, individual and collective level.In Islam and in the teachings of the Prophet Muhammad (PBUH), it is also more important to purify the inner self and the heart from all kinds of inward impurity, sins, transgressions and disbelief and hypocrisy.Similarly, in the responsibilities imposed by Islam, where the individual is addressed, the collective groups and the state or government are also included.This article will cover all these aspects in the light of Sīrate Rasool in Urdu language.

Keywords: Environment,Global Village, Humanity, Islam, Pollution, Universe

کائنات کی تخلیق کا ایک مقصد ہے۔ وہ مقصد جہاں اس کائنات اور ماحول کا حسن برقرار رکھنا ہے وہیں اسے انسانیت اور دیگر مخلوق کے لیے نفع بخش بنانا اور بگاڑ و فساد سے بچانا ہے۔ یہ مقصد تبھی پورا ہوگا جب خالقِ کائنات کے بنائے گئے اصولوں اور ضابطوں کو مدِ نظر رکھا جائے گا۔ یہ ضابطے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام کے ذریعے عطا فرمائے ہیں۔ سلسلۂ ہدایت کی آخری کڑی' نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جن کا تعارف قرآن کریم نے اس طرح سے کرایا ہے: يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ .[1]

وہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھیراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سے) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔

ماحول کیا ہے؟

ماحول عربی زبان کا لفظ ہے جو اردو میں بھی مستعمل ہے۔ یہ دو الفاظ سے مرکب ہے ما بمعنی جو کچھ اور حَولَ یعنی گردو پیش' اردگرد یعنی جو کچھ انسان کے اطراف اور گردو پیش میں ہوتا ہے اس کو ماحول کہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ وارد ہوا ہے: مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَنَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَاحَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ۔[2]

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ جلائے' پس جب آگ نے روشن کردیا اس کے ماحول (اردگرد) کو تو لے گیا اللہ ان کی روشنی کو۔

لغت میں لفظ ماحول ہیئت اور حالت دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے لفظ (Environment) استعمال ہوتا ہے۔

---

1 الاعراف' ۷ : ۱۵۷

Al-Qurān 7:157

2 ۳-البقرہ' ۲ : ۱۷

Al-Qurān 2:17

اصطلاحی اعتبار سے اس کے مفہوم میں خاصی وسعت پائی جاتی ہے۔ یعنی وہ تمام اشیاء خواہ وہ مادی ہوں یا غیر مادی، سبھی اس میں شامل ہیں۔ مثلاً ماحول صرف زمین، ہوا، پانی وغیرہ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ انسان کے اخلاقی، معاشرتی، تعلیمی اور نفسیاتی رویے اور مسائل بھی اس میں شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی ڈکشنری میں اس کے لیے تین مفاہیم متعین کیے گئے ہیں۔

1- The natural world in which people , animals and plants live.
2- The physical conditions that sb/sth exists in.
3- The conditions that affect the behvaiour and development of sb/sth.[3]

ماحولیاتی آلودگی کیا ہے؟

آلودگی سے مراد قدرتی ماحول میں ایسے اجزاء وعناصر کا شامل کر دینا کہ جس سے ماحول میں منفی تبدیلی واقع ہو۔ آلودگی عام طور پر صنعتی، کیمیائی مادوں کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ شور، حرات یا روشنی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں آلودگی کی تعریف یوں کی گئی ہے:

Pollution also called environmental pollution, the addition of any substance (solid, liquid or gas) or any form of energy (such as heat, sound or radioactivity) to the environment at a rate faster than it can dispersed diluted decomposed recycled or stored in some harmless form.[4]

آلودگی، جسے ماحولیاتی آلودگی بھی کہتے ہیں، ماحول میں کسی بھی مادے (ٹھوس، مائع، گیس) یا توانائی کی کسی بھی شکل (جیسے حرارت، آواز، تابکاریت) کو اس سے کہیں تیزی کے ساتھ منتشر کرنا، پتلا یا رقیق کرنا، گلنا، بوسیدہ کرنا، دوبارہ استعمال یا کسی بے ضرر شکل میں ذخیرہ کرنا ہے۔

ماحول کی اقسام اور ان کا باہمی تعلق:

انسان کا ہر عمل اس کے ذہن اور فکر سے جنم لیتا ہے۔ اگر عقیدہ اور فکر پاکیزہ ہو تو اعمال کا صدور بھی فطرتِ سلیمہ پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ سرے سے نہ ہو یا فکر میں کجی ہو تو اعمال پر اس کا براہِ راست اثر پڑتا ہے۔ جب انسان خالق کائنات کے نظام حلال و حرام کو پس پشت ڈالتا ہے تو اس کے اثرات نہ صرف انسان کے اپنے وجود پر پڑتے ہیں بلکہ پوری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس لیے انسان کا بگاڑ دراصل پوری

---

[3] -Oxford Advacned Learner's Dictionary, Oxford University Press, 2020, P-511
[4]-www.britannica.com/scince/pollution-environment Accessed May 10,2020.

کائنات کا بگاڑ ہے۔ ماحول کا بگاڑ اور آلودگی خواہ مادی ہو یا اخلاقی و معنوی اس کا اولین مرکز و محور زمین قرار پاتی ہے۔ پھر اس کے اثرات دیگر عوامل پر پڑتے ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی ـــ دنیا کے لیے چیلنج:

اس وقت پوری دنیا عالمی اکائی (Global Village) کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ جس کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی کا چیلنج بھی عالمگیر ہے۔ اس کی سنگینی کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱ - دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکہ نے جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرایا جس نے چشم زدن میں دو سے تین لاکھ افراد کی جان لے لی۔ دونوں شہروں میں پیدا ہونے والے بچوں میں اب بھی جسمانی نقص پایا جاتا ہے گویا تابکاری آلودگی کے اثرات تاحال موجود ہیں۔[5]

۲ - ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں تین ملین لوگ فضائی آلودگی سے مر جاتے ہیں۔ دنیا میں تین لاکھ طیارے روزانہ اڑان بھرتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے فضائی آلودگی سموگ (Smog) کے نام سے آئی ہے۔ جس کا سبب فیکٹریوں کا ' گاڑیوں کا دھواں ' درختوں کا کاٹا جانا بھی ہے۔ سموگ سے ناک ' آنکھ اور گلے کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔[6]

۳ - ستمبر ۲۰۱۹ء میں آسٹریلیا کے جنوب مشرق میں جنگلات میں آگ بھڑکنے سے ۳۰ افراد ہلاک ' دو ہزار مکانات تباہ اور چار ہزار افراد نے نقل مکانی کی۔ دس ملین ہیکٹر رقبے پر پھیلے جنگلات جل گئے۔ پچاس کروڑ کے قریب جانور ہلاک ' متعدد اقسام صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔[7]

۴ - اس وقت دنیا کو آبی آلودگی کا چیلنج بھی درپیش ہے۔ یہ آلودگی صنعتی اور گھریلو فضلے ' کیمیائی کھادیں ' کیڑے مار ادویات ' جوہری اخراج ' بحری جہازوں کے اخراج کے پانی اور سمندری تیل سے پیدا ہوتی ہے۔ آلودہ پانی کے استعمال سے کئی بیماریاں خصوصاً ہیپاٹائٹس کا خطرہ کئی گنا بڑھ گیا ہے۔[8]

5- m.dou.com/ur 6/8/2018.wikipedia.org. Accessed May, 07,2020
6- Blogs.dunya now-TV/Nov.06,2017. Accessed May,07,2020
7 -Voice of America, Accessed May, 08, 2020.
8-Suyag.org/nuqtanazar/water pollution.Accessed May, 09, 2020.

۵ - دنیا میں پھیلتا کورونا وائرس (COVID-19) بھی زمینی آلودگی کی تازہ مثال ہے۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق یہ وائرس چین کے شہر ووہان (Wuhan) سے جانوروں میں سے انسانوں میں منتقل ہوا۔ (۱۲ مئی ۲۰۲۰ء) سے اب تک دو لاکھ پچاسی ہزار ہلاکتیں ' اکتالیس لاکھ سے زائد متاثرین اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ ڈیڑھ ارب کے قریب انسان بے روزگار ہو چکے ہیں۔ صنعت ' تجارت ' معیشت اور سیاحت ختم ہو چکی ہے۔ مشین کا پہیہ تھم چکا ہے۔[9]

قرآن حکیم کے الفاظ میں یہ وہ عالم گیر فساد ہے جو انسانوں کے ہاتھوں رونما ہو چکا ہے :ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ.10

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تا کہ اللہ ان کو ' ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

آئندہ سطور میں ماحولیاتی آلودگی کے انسداد کو نکات کی صورت میں تحریر کریں گے جو ایک طرف اقدامات ہیں تو دوسری طرف انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں کا تعین بھی کرتے ہیں۔

۱- طہارت و نظافت کا اہتمام :

ماحول کی آلودگی دور کرنے کے لیے طہارت و پاکیزگی کا التزام از حد ضروری ہے۔ یہ طہارت و نظافت بدنی و جسمانی بھی ہے اور روحانی بھی۔ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ قرآن حکیم نے ظاہری اور باطنی پاکیزگی کو محبتِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے :

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ . 11

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور وہ پاکیزگی کا اہتمام کرنے والوں کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے طہارت و نظافت کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا :

الطهورشطر الإيمان. [12]طہارت ایمان کا نصف حصہ ہے۔

---

[9]- 10-Daily, Express, Lahore, May10,2020, / bbc/urdonow.

[10]- الروم ' ۳۰ : ۴۱

Al-Qurān, 30:41

[11]- البقرہ ' ۲ : ۲۲۲

Al-Qurān, 2:222

اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات میں ظاہری طہارت اور پاکیزگی سے کہیں زیادہ باطن اور دل کی ہر قسم کی باطنی نجاستوں گناہوں، معصیتوں اور کفر و نفاق سے پاکیزگی ضروری ہے۔

زمینی ماحول کی آلودگی کا ایک سبب کوڑے اور گندگیوں کو گھروں، محلوں، شہروں سے صاف نہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں حافظ محمد سعد اللہ لکھتے ہیں:

"جن جگہوں اور مقامات پر لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہو وہاں قضائے حاجت کر دینا لوگوں کے لیے جس قدر اذیت، ذہنی کوفت، قباحت اور گندگی پھیلنے کا سبب بنے گا۔ علاوہ ازیں اس بات کا بھی امکان ہے کہ ایسی جگہوں پر گندگی غلاظت اور نجاست پڑی رہے گی تو وبائی امراض بھی پھیل سکتی ہیں۔ خصوصاً طاعون، ملیریا، ہیضہ ہیپاٹائٹس وغیرہ پھیلنے میں گندگی کا اہم سبب ہے۔[13]

اسی طرح ہسپتالوں کا کوڑا کرکٹ اور مریضوں کا استعمال شدہ سامان بھی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ اس کو ٹھکانے لگانا نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کی دی گئی ہدایات نہایت اہم ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم ان امراض سے بچ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عوامی مقامات پر بول و براز سے سخت وعید کے انداز میں منع فرمایا ہے: اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَالظِّلِّ. [14]

تین جگہوں پر پاخانہ کرنے سے بچو، جو لوگوں کی لعنت ملامت کا سبب بنتا ہے۔ پانی کے چشمہ یا نہر پر، شاہراہ کے درمیان اور سائے کی جگہ پر۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ . [15]

12- مسلم، الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء۔
Muslim, ṣaḥīḥ, Kitāb al-ṭahāra، Bāb Faḍl-al-wuḍu᾽

13- حافظ سعد اللہ، رسول عربی اور حُسن کاری، دار الکتاب ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور، ۲۰۱۹ء، ص: ۱۰۷
Hafiz Saad Allah , Rasool e arabi aur Husnkaari, Dar ul Kitab Nashiran wa tājaran kutub, urdu Bazār Lahore , 2019, P. 107

14- ابو داؤد، السنن، کتاب الطھارۃ، باب المواضع التی نھی عن البول۔
Ābu Dāwōd،al sūna, Kitāb Āl-ṭahara Bāb Āl mwāḍ allatī NhīʿnĀ lebōl

15- ایضاً
Ibid

(لوگو!) لعنت کا سبب بنے والی دو چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون سی دو چیزیں لعنت کا باعث بننے والی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو لوگوں کے راستے اور ان کے سایہ (بیٹھنے کی جگہ) پیشاب کرتا ہے۔ چنانچہ کھیل کے میدان' فٹ پاتھ' سڑکیں' گلیاں' بازار' سکول' کالج' مدارس' جامعات' ہسپتال' دوکانیں وغیرہ' عوامی جگہوں اور آمد و رفت کے مقامات ہیں یہ سب اسی زمرے میں شامل ہیں۔ آبادیوں میں گھر سب سے مقدم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں حکم دیا۔ چنانچہ سعید ابن المسیب رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا أُرَاهُ قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ . [16]

بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے نظیف ہے' نظافت کو پسند فرماتا ہے۔ کریم و جوّاد ہے اور کرم و جود کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اپنے گھروں کے صحنوں اور حویلیوں کو صاف ستھرا رکھا کرو اور یہود کی مانند نہ ہو جاؤ۔

گھر کے بعد ادارے اور دفاتر اور ان میں مساجد سر فہرست ہیں۔ چنانچہ مسجد کی طہارت و پاکیزگی کو آپ نے انتہائی اہمیت دی۔ بیت اللہ جو کہ اولین مرکز عبادت ہے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو حکم دیا:

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ .17

تم دونوں میرے گھر کو طواف' اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک و صاف رکھو۔

مساجد کو بیت اللہ کی بیٹیاں قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی ہر آبادی میں مسجد مرکزی مقام کی حامل ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس کی طہارت اور نجاست سے پاک رکھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.[18]

---

[16]- الترمذی، الجامع الترمذی، أبواب الاستيذان والآداب، باب ماجاء فى النظافة

Al-Tirmaḏī, Jām e al-Tirmaḏī, abwāb ul-istīḏān walādāb, Bāb Mā jāʾ Fī al-niẓāfah

[17]-البقرہ' ۲: ۱۲۵

Al-Qurān, 2:125

[18]-النسائی، السنن، کتاب المساجد مواضع الصلوٰۃ، باب النہی عن البصاق فی المسجد فی الصلوٰۃ وغیرھا

Al Nisāī, Al-sunan, Kitāb al-masājid Māwāḍ al-ṣalāt, Bāb al-nahī, an al-baṣāq Fī al-masjid fī al-ṣalāt Waġaireha

مسجد کے اندر بلغم تھوکنا گناہ ہے 'اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔

مزید ارشاد فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے ان کے اچھے اعمال میں اس تکلیف دہ چیز کو پایا جسے راستے سے دور کر دیا گیا ہو اور ان کے برے اعمال میں اس کھنکار کو پایا جو مسجد میں پڑا ہوا اور اسے دفن نہ کیا جائے۔[19]

ویسے تو ہر نماز و عبادت کے لیے وضو کو ضروری قرار دیا گیا ہے مگر بیماری اور وبائی امراض میں بار بار ہاتھ دھونا بھی اس کی ذیل میں شامل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بركة الطعام الوضوء قبلهوالوضوءبعده .[20]

کھانے کی برکت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور اس کے بعد ہاتھ دھونے میں ہے۔

۲-اکل وشرب میں حلال وطیب کا لحاظ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے لیے پاکیزہ 'حلال اور طیب رزق کا اہتمام کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ.[21]

اے پیغمبر! ﷺ آپ فرما دیجئے 'کس نے اللہ کی زینت کو حرام قرار دیا جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی اور رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو۔ حلال و حرام کے ضابطے خالق کائنات کے مقرر کردہ ہیں جو انسانی فطرت اور اس کی ساخت کو خوب سمجھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا[22]

اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں ان میں سے کھاؤ۔

اس وقت انسانی ماحول کو درپیش ایک اہم چیلنج اس کی ناقص اور حرام خوراک ہے۔ جس کی لپیٹ میں اس وقت پوری دنیا آئی ہوئی ہے۔ بی بی سی کی ایک رپورٹ (یکم فروری ۲۰۲۰) کے مطابق چین کے صوبے ہوبائی کے شہر ووہان (Wuhan) کی ایک سمندری غذاؤں (Sea Food) کی مارکیٹ سے کورونا وائرس کی

---

[19]- مسلم ، الصحیح، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء-

Muslīm, al-ṣaḥīḥ, Kitāb al-ṭahārah, Bāb Faḍl-al-wuḍuʾ

[20]- أبو دأود، السنن، كتاب الأطعمةباب غسل اليد قبل الطعام-

Abū Dawūd, al-sunan, Kitāb al-aṭʿmah Bāb Ġusal al-yād Qabal al-ṭʿām

[21]-الاعراف '۷: ۳۲

Al-Qurān, 7:32

[22]-البقرة '۲: ۱۶۸

Al-Qurān, 2:168

ابتداء ہوئی۔ یہ مارکیٹ جنگلی جانوروں کی غیر قانونی تجارت کے لیے مشہور ہے۔ ان جانوروں کی فارمنگ کی جاتی ہے پھر فروخت کے لیے مارکیٹ میں لایا جاتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے حکام کا کہنا ہے کہ اس وائرس کی بڑی وجہ بظاہر چمگادڑ ہیں لیکن یہ وائرس دیگر جانوروں میں بھی منتقل ہوا' جہاں سے براہ راست انسان پر حملہ آور ہوا' جس کی لپیٹ میں اس وقت پوری دنیا ہے۔"[23]

اسی طرح عالمی ادارہ صحت (WHO) کی جون ۲۰۱۹ء کی رپورٹ کے مطابق گویا دنیا بھر میں ہونے والی اموات میں سے ہر دس میں سے ایک موت نقصان دہ یا آلودہ غذا کے سبب ہوتی ہے۔ تشویش ناک امر یہ ہے کہ آلودہ غذا کے استعمال کے سبب ہر سال ہلاک ہونے والوں میں الاکھ ۲۵ ہزار بچے بھی شامل ہیں۔[24]

اسلام سمیت تمام الہامی مذاہب میں حلال و حرام کے ضابطے مقرر کردیے گئے ہیں۔ ان جانوروں اور پرندوں کی تفصیلات مہیا کر دی گئیں جو انسانی فطرت کے لیے نافع اور مفید ہیں۔ اور ان جانوروں کے بارے میں بھی بتادیا گیا جو انسانوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے :

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَاۤاَكَلَ السَّبُعُ اِلَّامَاذَكَّيْتُمْ وَمَاذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ 25

تم پر مرا ہوا جانور اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے ' یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے۔

اسی طرح قرآن حکیم اور دیگر نصوص میں بھی اکل و شرب میں حلال و حرام کے قاعدے اور طریقہ کار سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اگر انسان ان الٰہی ہدایات کی پیروی کرے تو وہ تباہی و بربادی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب مردار کھاتے تھے چنانچہ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا '' "ہم بتوں کو پوجتے تھے اور مردار کھاتے تھے '۔[26]

---

[23]- BBC News Urdu, February 1,2020, / www.bbc.com/urdu, Accessed, May 10, 2020

[24] - World Health Organization, Food Safety, Accessed April 23, 2020

[25]-المائدہ،۵:۳

Al-Qurān, 5:3

[26]- مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ، ص: ۱۳۶

MubārikPurī, Safī al Reḥmān, al-Raḥeeq ul Makhtoom, maktaba salfiah, p. 136

آج کی دنیا کا مسئلہ جہاں غذائی آلودگی ہے۔ وہاں ایک اہم مسئلہ خوراک کا ضیاع بھی ہے۔ ایک طرف تو وہ طبقہ ہے جو نانِ جویں کا بھی محتاج ہے اور دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو غذا کا بے تحاشا ضیاع کر رہا ہے۔ اسلام نے اس کا اصول یہ بتایا ہے: وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ .[27]

کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس حوالے سے رسول اکرم ﷺ کا اسوہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اسے اٹھالیا اور صاف کر کے کھا لیا اور فرمایا، اے عائشہؓ! عزت والے (اللہ کے رزق) کی عزت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رزق کسی قوم سے بچھڑ جائے تو واپس نہیں آتا۔[28]

اقوام متحدہ میں خوراک کے عالمی ادارے (FAO) کے مطابق دنیا بھر میں ہر سال تین ارب ٹن خوراک ضائع ہو جاتی ہے اور اسے بچا کر استعمال میں لانا ممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال دنیا بھر میں جتنی خوراک لوگوں کے پیٹ میں جانے کی بجائے ضائع ہو جاتی ہے وہ دنیا بھر کی خوراک کی پیداوار کا ایک تہائی ہے جس کی قیمت ۲ء۶ کھرب امریکی ڈالر کے برابر ہے[29]

۳-آبادکاری میں منصوبہ بندی:

زمینی آلودگی کا ایک بڑا سبب آبادی کا گنجان اور اس میں منصوبہ بندی کا فقدان ہونا ہے۔ جس کی وجہ سے فضائی، آبی، غذائی اور شور و غل کی آلودگی جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ آبادیاں اور شہر ہمیشہ گھروں اور محلوں سے آباد ہوتے ہیں یعنی کہ گھر جس قدر کشادہ، صاف ستھرا اور آلودگی سے پاک و صاف ہوگا۔ اسی قدر قلوب واذہان، اخلاق و کردار میں سلامتی اور پاکیزگی ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کی تعمیر فرمائی تو ایسے شہر کی التجا و تمنا کی جو امن و سلامتی کا ضامن ہو اور جسے بہترین رزق (پھلوں) مہیا ہو: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَابَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَه مِنَ الثَّمَرٰتِ[30]

---

[27]-الاعراف، ۷: ۳۱

Al-Qurān, 7:31

[28]- ابن ماجة،السنن،كتاب الأطعمة،باب نهى عن إلقاءالطعام

Ibn e Māja, al-sunan, Kitāb al-aṭʿimah, Bāb Nahy e an ilqāʾ al-ṭʿām

[29]-www.fao.org/ Accessed may 10,2020.

[30]-البقرہ، ۲: ۱۲۶

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے 'اے میرے رب ! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔

مزید برآں کہ شہر اور اطراف کو حرم قرار دیا جس میں انسانوں ' جانوروں 'چرند اور پرند بلکہ شجر و حجر کو بھی تحفظ حاصل ہو۔ اسی اسوۂ ابراہیمی پر چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی تو امن و سلامتی کے لیے یہود اور دیگر قبائل سے معاہدے کیے بلکہ مدینہ کو بھی مکہ مکرمہ کی طرح حرم قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے محض فکری تعلیمات ہی نہیں دیں بلکہ اس کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ ؒ نے بڑے دلچسپ اشارے کیے ہیں۔ لکھتے ہیں :

حضور ﷺ نے فرمایا کہ شہر کے اندر تم گلیوں کو اتنا چوڑا رکھو کہ دو لدے ہوئے جانور باآسانی آمنے سامنے سے گزر سکیں۔ گویا آج کل کے الفاظ میں آسانی سے دو موٹر کاریں آجا سکیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قانون سازی صرف دینی معاملات تک محدود نہ تھی۔ اس دنیوی مسئلہ پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ اس میں مکانوں کے درمیان راستہ بھی شامل ہے۔"[31]

اسی طرح شہری آبادیوں میں لوگ گلیوں ' پارکوں اور بازاروں کو اپنی غرض سے بند کر دیتے ہیں یا پبلک مقامات اور فٹ پاتھ پر تجاوزات بڑھا کر عوام الناس اور مسافروں کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت سہل بن معاذ الجہنیؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا کہنا ہے میں نے فلاں فلاں غزوہ میں اللہ کے نبی ساتھ جہاد کیا۔ لوگوں (مجاہدین) نے (ایک دفعہ) اترنے کی جگہوں میں تنگی پیدا کر دی اور راستہ روک لیا۔ اس پر اللہ کے نبیؐ نے ایک منادِی بھیجا جس نے لوگوں میں یہ منادی کی : إن من ضيق منزلاً أو قطع طريقاً فلا جهاد له .[32]

بے شک جس آدمی نے منزل پڑاؤ کی جگہ میں تنگی پیدا کی یا اس نے راستہ روک لیا اس کا کوئی جہاد نہیں۔

بالعموم ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا گھر صاف ستھرا رہے۔ دوسروں کے گھر' گلی اور شہر خواہ کوڑے سے لدے ہوئے ہوں' اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

Al-Qurān, 2:126

[31]- ڈاکٹر محمد حمید اللہ' خطبات بہاولپور' ۱۴۰۱ھ' ص : ۱۸۰

Dr Mohammad Hamidullah, Khutbāt Bahawalpur, 1401 AH, P 180

[32]- ابو دأود، السنن ، كتاب الجهاد،باب يؤمر فى انهماالعسكر وسنة،١/٣٧٧

Abū Daūd, al-sunan, Kitāb al-jihād, Bāb Yumaro Fī anhmā alʿskro w al-Sanah

اسی طرح پبلک مقامات پر اژدھام کرنا' بے صبری اور بد نظمی کا مظاہرہ کرنا جسکے سبب لوگوں کی جانیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ اسی طرح ایام حج خصوصاً رمی جمار کے موقع پر سعودی حکومت کی حفاظتی تدابیر کی خلاف ورزی کرنا' طواف و سعی کے موقع پر بھیڑ کرنا اور لوگوں کو اذیت پہنچانا بھی اسی میں شامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے مواقع' خصوصاً حج کے موقع پر نظم و ضبط' وقار و اطمینان سے چلنے کی تلقین فرمائی ہے۔ میدان عرفات کے موقع پر عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ عرفہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آپ ﷺ نے پیچھے سے شور' مار دھاڑ' اونٹوں کے بڑبڑانے کی آواز سنی تو ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ.[33]

اے لوگو! تم پر سکون واطمینان سے چلنا اور بھیڑ نہ کرنا لازم ہے کیونکہ اونٹوں کو تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے۔

اسی طرح بیماری اور وباء کی صورت میں ہجوم کرنا بھی اسی کی ذیل میں آجاتا ہے۔ بلکہ وباء کی جگہ جانے اور آنے سے روکا گیا ہے۔

۴۔ شور و غل کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیکھنے' سننے اور غور و فکر کرنے کے لیے آنکھیں' کان اور دل و دماغ عطا فرمائے اور ان کو بطور احسان کے ذکر فرمایا: وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ. 34

اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم کم احسان مانتے ہو۔

صرف یہی نہیں بلکہ ان نعمتوں سے کام لینے اور غفلت کی صورت میں جوابدہ قرار دیا گیا ہے: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا . 35

بے شک کان' آنکھ اور دل' ان سب کے بارے میں ضرور باز پرس ہو گی۔

ماحول کی آلودگی کا ایک سبب شور و غل کا بڑھ جانا ہے۔ جس کا براہ راست تعلق انسان کی سماعتوں سے ہے۔ حد سے بڑھا ہوا شور و شغب انسانی ہو یا مشینی' اس کی شخصیت' اخلاق و ماحول کے لیے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔

---

[33]- البخاری، الصحیح ، کتاب المناسک، باب أمر النبی بالسکینۃ

Al Bukhārī, al-ṣaḥīḥ, Kitāb al-manāsik, Bāb amr alnabī Bilsakīnah

[34]- الملک' ۶۷: ۲۳

Al-Qurān, 67:23

[35]- بنی اسرائیل' ۱۷: ۳۶

Al-Qurān, 17: 36

جہاں خوش گوار اور خوبصورت آواز دل کو لبھاتی اور سکون کا سبب بنتی ہے وہیں ایک حد سے زیادہ آواز' صوتی آلودگی(Voice Pollution) کا سبب بنتاہے۔ جس سے انسانی اعصاب میں بگاڑ پیدا ہوتاہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان حکیم کے اس قول کو قرآن مجید میں نمایاں طور پر ذکرفرمایا ہے: وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ.[36]اور تو اپنی آواز کو پست رکھ' بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔ بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر و اذکار کرنا اگرچہ فی تفسیر شرعاً جائز ہے مگر اس آواز سے اگر دوسروں کی عبادت' آرام اور توجہ میں خلل پڑتا ہو یا بلند آواز اذیت کا باعث بنتی ہو تو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔
چنانچہ ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو اس دوران آپ ﷺ نے لوگوں کو بلند آواز سے قراءت کرتے سنا تو آپ ﷺ نے پردہ ہٹاکر فرمایا: أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ أَوْ قَالَ فِي الصَّلَاةِ. [37]
خبردار ! تم میں ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کرنے والا ہے۔ تو تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اذیت نہ پہنچائے اور کوئی دوسرے پر قرأت میں آواز بلند نہ کرے یا فرمایا نماز میں دوسرے پر آواز بلند نہ کرے۔
اسی طرح ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول کے ہمراہ تھے تو جب ہم کسی وادی میں جھانکتے تو لاالہ الا اللہ پڑھتے اور تکبیر (اللہ اکبر) کہتے 'ساتھ ہی ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں تو یہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ .[38]
اے لوگو! ٹھہرو بے شک تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے اور نہ غائب کو' بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے' اور بلا شبہ وہ بہت سننے والا اور قریب ہے۔

ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ دین اور نیکی کی آڑ میں مساجد اور پبلک مقامات پر محفل قراءت ونعت خوانی اور کبھی وعظ کا اہتمام کیا جاتا ہے اوراس قدر بلند آواز میں یہ سب کچھ کیا جاتا ہے کہ ذرہ بھر اس امر کی پرواہ

---

[36]- لقمان ۳۱: ۱۹

Al-Qurān,31: 19

[37]- ابو داؤد، السنن، كتاب الصلوة،باب فيرفع الصوت بالقراءة فى صلوةالليل

Abū Daūd, al-sunan, Kitāb al-mnāsik, Bāb yurfao al-sout bal-Qarat fi ṣalāt al-lail

[38]- البخارى، الصحيح، كتاب الأذان ، باب تسويةالصفوف عندالإقامةوبعدها-

Al Bukhārī, al-ṣaḥīḥ, Kitāb al-aḏān, Bāb Taswiat al-ṣafwf ʿnda al-aqāmah Wa baʿdhā-

نہیں کی جاتی ہے کہ کوئی مریض ' طالب علم یا کوئی تھکا ماندہ مزدور ہے ' جسے آرام کی شدید ضرورت ہے۔ بسا اوقات رات کے پچھلے پہر جب فضا میں سناٹا ہوتا ہے۔ لاوڈ سپیکر کھول کر آذانیں 'تلاوت اور نعت وغیرہ شروع کر دیتے ہیں اور لوگوں کو بے آرام کرتے ہیں۔ اگر ٹریفک کو دیکھیں تو ہارن کا بے ہنگم شور ہے۔اس بے جا شور و شغب کا علاج خاموشی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من صمت نجا.[39] جس نے خاموشی اختیار کی وہی نجات پا گیا۔

۵-آبی آلودگی اور اس کا انسداد :

پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس نعمت کی قدر و منزلت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ کائنات کی ہر ذی روح خواہ وہ انسان ہو ' یا حیوان ' حشرات الارض ہوں یا اشجار و نباتات کی حیات و بقا کا دارومدار پانی پر ہے۔ارشادالٰہی ہے :

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ[40] اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا' پھر یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

اس وقت آبی ذخائر کو دو مسائل درپیش ہیں ایک یہ کہ آبی ذخائر میں تیزی سے کمی واقع ہو رہی ہے اور دوسرے آبی ذخائر میں آلودگی بڑھتی جارہی ہے۔ یہ آلودگی اس سبب سے بھی ہوتی ہے کہ صنعتی و کیمیائی کارخانوں اور انسانی آبادی کا استعمال شدہ پانی ' نہروں اور دریاؤں میں پھینک دیا جاتا ہے یا زیر زمین ڈال دیا جاتا ہے۔ بالخصوص شہری آبادیوں میں بعض جگہ سیوریج کا پانی' صاف پانی میں مل جاتا ہے۔ یہی پانی جو حیات بخش ہوتا ہے ' زہر آلود ہو جاتا ہے۔ جس سے طرح طرح کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔اسی طرح سمندری پانی میں بھی خام تیل اور دیگر کیمکلز اور مواد شامل ہو کر آلودہ کر دیتا ہے۔ بالخصوص وہ گنجان آباد شہر جہاں ساحلِ سمندر ہوتا ہے۔اس سے نہ صرف انسانی حیات بلکہ آبی حیات بھی خطرے سے دوچار ہے۔

پاکستان کے حوالے سے ایک اور المیہ درپیش ہے کہ یہاں یا تو بارشیں بہت زیادہ آتی ہیں۔ جس سے دریاؤں اور ندی نالوں میں طغیانی آتی ہے جس سے انسانی جانوں کا ضیاع بھی ہوتا ہے اور جانوروں اور فصلوں کو بھی شدید نقصان پہنچتا ہے۔ پانی کا ضیاع اس طرح کہ آبادیوں اور فصلوں کو روندتا ہوا پانی سمندر میں جا گرتا ہے۔ دوسری طرف ہمیں آبی قحط کا سامنا رہتا ہے۔ سندھ کے تھر اور بلوچستان کے ریگستانوں میں پانی دستیاب ہی نہیں ہوتا۔

---

[39]- أحمد بن حنبل ، مسند أحمد، ۱۵۹/۲

Aḥmad bin ḥanbal, Musnad Aḥmad 2/159

[40]-الانبیاء '۲۱ : ۳۰

Al-Qurān, 21: 30

میلوں کے فاصلے طے کرکے پانی لاناپڑتا ہے۔ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ سیلابی اور بارشی پانی کو ذخیرہ کرلیا جائے تاکہ سال کے باقی ایام میں یہ پینے اور آب پاشی کے لیے استعمال میں لایا جاسکے۔اس غرض کے لیے چھوٹے بڑے ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے۔

پانی کے ضیاع اور اس کی آلودگی کے حوالے سے اسوۂ حسنہ پر ایک نظر ڈالتے ہیں کہ آیا ہمیں تعلیماتِ نبوی ﷺ سے بھی کوئی ہدایات ملتی ہیں؟

رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ اگر کوئی نہر کے کنارے بھی ہے تو بھی پانی کو فضول استعمال نہ کرے: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هَذَا السَّرَفُ فَقَالَ أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ .[41]

رسول اللہ ﷺ حضرت سعدؓ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کررہے تھے، پوچھا کہ یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد نے فرمایا کہ کیا وضوء کے پانی میں بھی اسراف ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں، اگرچہ چلتی نہر پر ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح آپ ﷺ نے پانی کو آلودہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا بالخصوص ٹھہرے پانی یعنی تالاب اور جاری پانی یعنی نہر وغیرہ میں گندگی اور نجاست سے روکا ہے۔اسی طرح آپ کا ارشاد گرامی بھی قابل غور ہے: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنْ الْجَنَابَةِ.[42]

تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ ہی جنابت کی حالت میں غسل کرے۔

جدید سائنسی آلات کی بدولت سیوریج کا پانی اور آلودہ پانی بھی صاف (Treatment/Recycle) کیا جاسکتا ہے۔تاکہ اگر سمندر میں بھی ڈالنا مقصود ہو تو اس کی آلودگی کم ہو جائے۔پاکستان میں مساجد اور مزارات کا استعمال شدہ پانی کو پودوں اور پارکوں میں آبپاشی کے لیے استعمال کرنے کے منصوبے پر غور ہورہاہے جو نہایت خوش آئند بات ہے۔

۶-آگ، دھویں اور تابکاری کے اثرات:

آگ بھی ہوا اور پانی کی طرح انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔صرف انسان ہی نہیں بلکہ مشینی دنیا بھی حرارت اور آگ ہی کی مرہون منت ہے۔اس حقیقت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس امر میں بھی کوئی

---

[41]- ابن ماجة،السنن،كتاب الطهارة،باب ماجاءفى العقدفى الوضوء-

Ibn e Māja, al-sunan, Kitāb al-ṭahārah, Bāb Mā ğā᾽ Fī al῾qd Fī al-wḍw᾽

[42]- البخارى، الصحيح، كتاب الوضوء، باب البول فى الماء الدائم-

Al Bukhārī, al-ṣaḥīḥ, Kitāb al-aḏān, Bāb al-bawl Fī al-mā᾽ al- dāīm-

دوسری رائے نہیں کہ فضائی آلودگی کا سب سے بڑا ذریعہ آگ اور دھواں ہیں۔ وہ ایندھن اور زہریلی گیسوں سے خارج ہو یا کارخانوں کی چمنیوں سے یا پھر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے۔ جس کی وجہ سے انسان و دیگر مخلوقات کا آزاد فضا میں سانس لینا دشوار ہو گیا ہے۔

عالمی سطح پر آگ اور دھویں کی تباہ کاریوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ستمبر ۲۰۱۹ء میں آسٹریلیا کے جنوب مشرق میں جنگل میں لگنے والی آگ سے ۱۰ ملین ہیکڑ رقبے پر پھیلے ہوئے جنگلات جل کر خاکستر ہوگئے اور ۵۰ کروڑ سے زائد لگ بھگ جانور ہلاک ہوگئے اور متعدد جانوروں کی اقسام صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔

خصوصاً وطن عزیز میں آئے روز آتش زدگی کی خبریں آتیر ہتی ہیں جس میں بے تحاشا جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح موسم سرما میں بالعموم رات کو کمرے میں گیس / چولہے اور ہیٹر وغیرہ کو کھلا چھوڑ دینے سے حادثات پیش آتے رہتے ہیں اور دھواں بھر جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں امت کی رہنمائی فرمائی ہے : إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ.[43]

بے شک یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔

آگ اور دھویں کے ساتھ تاب کاری' شعاع کاری (Radiation) کا تعلق بھی اسی قبیل سے ہے۔ یہ علم طبیعات کا ایک ایسا مظہر ہے کہ جس میں کسی جسم سے ذرات کی شکل میں توانائی کی لہریں خارج ہوتی ہیں۔ جس کے مضر اثرات بہت تیزی کے ساتھ ہماری زندگیوں پر پڑ رہے ہیں۔ ایک تو وہ پلانٹس جہاں یورینیم کی افزودگی ہوتی ہے ' ارد گرد کی آبادی پر غیر محسوس اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور لوگ کینسر کا شکار ہو رہے ہیں۔ امریکی کینسر سوسائٹی کی ویب سائٹ کے مطابق اس بارے میں حقیقی خدشات موجود ہیں کہ آیا موبائل فون ' دماغ میں رسولی ' یا سر اور گردن میں رسولیوں کا خطرہ بڑھاتے ہیں۔ انتہائی شدید مسئلہ ریڈیو فریکوئنسی ویوز انسانی جسم کے بافتوں کو گرم کرسکتی ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے مائیکرو ویو اون کام کرتا ہے۔[44]

۷۔ بے آباد اور بنجر زمینوں کی آباد کاری:

ماحول کی خوبصورتی کے لیے اشجار و زراعت نہایت ضروری ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ کم از کم ۲۵ فی صد حصہ پر جنگلات ناگزیر ہیں۔ مگر ہمارے اپنے ملک میں ہزاروں ایکڑ رقبہ بنجر ' بے آباد اور ویران ہے۔ اس کا

---

[43]- صحيح البخاري، كتاب الاستئذان ،باب لا تترك النار في البيت عند النوم، ۵۹۳۶

Saḥīḥ ālbukẖāri ‹kitāb ālāst’āḏān ‹bāb lā tatruk āl-nār fi ālbait ʿnd ālnomʾ

[44]- BBC News/urdu/8march2018)Accessed May 07، 2020

نقصان ماحول کو تو ہے ہی ملکی معیشت پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ بد قسمتی سے ملک میں ابھی تک جاگیر داری کا نظام ہے۔ اس کو بالجبر اگر ختم کر دیا جائے تو ملکی معیشت کے لیے مفید ہوگا۔ تاہم ایسے میں دو اقدامات ناگزیر ہیں۔ حکومت ایسے اراضی کو قطعات کی صورت میں معاہدہ(lease) کی صورت میں ایسے افراد کے سپرد کردے جو اس کو آباد کریں۔ اسی طرح وہ اراضی جو جاگیر داروں کی ملکیت میں ہیں یا تو انہیں مجبور کرے کہ وہ خود اسے آباد کریں یا پھر وہ بھی ایسے لوگوں کے سپرد کریں جو اسے آباد کریں اور انہیں قابل کاشت بنائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایسی جاگیریں (اقطاع) مرحمت فرمائی ہیں اور ایسی ہدایات بھی دی ہیں کہ جو بے آباد اور بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنالے وہ اُسی کی ملکیت ہو جائیں۔ چنانچہ سیرت نگاروں نے ایک فرمان کا تذکرہ کیا ہے: بسم الله الرحمن الرحيم: هذا ما أعطى محمد النبي بني شنخٍ من جهينة، أعطاهم ما خطّوا من صفينة وما حرثوا، ومن حاقهم فلا حقّ له وحقّهم حقٌّ.[45]

یہ عطیہ ہے جو محمد ﷺ نے جہینہ میں سے بنو شنخ کو عطاء فرمائی۔ آپ ﷺ نے انہیں صفینہ کی وہ (زمین) جس کی انہوں نے حد بندی کر رکھی تھی اور جس میں وہ کاشت کاری کرتے تھے عطاء فرمادی ہے۔ جس کسی نے ان پر اپنا حق جتلایا، اس کا حق تسلیم نہیں کیا جائے گا، اور دراصل حق انہی کا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بے آباد زمین کو آباد کرنے والوں کو اجر کی بشارت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من أحيا أرضاً ميتة لهبها أجر .[46]

جو شخص کسی غیر آباد زمین کو سیراب (زندہ) کرتا ہے وہ اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اسی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں بے مثال بندوبست کیا۔ چنانچہ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

حضرت عمرؓ نے زمین کی آبادی اور زراعت کی ترقی کی طرف توجہ کی۔ عام حکم دے دیا کہ تمام ملک میں جہاں جہاں افتادہ زمینیں ہیں، جو شخص ان کو آباد کرے گا۔ اس کی ملک ہو جائیں گی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کی زمین کو

45- ابن سعد ،الطبقات الکبری، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ذکر، ج ۱، ص ۲۷۱؛ نیز محمد حمید اللہ، مجموعہ الوثائق السیاسۃ
Ibn e Sa'd, Al-Tabqāt al-kubra, Rasool Allah Ki Bi'that Ka Zikar, Vol. 1, P. 271, Mohammad Hamid Allah , Majmo'a Al-Wasaiq Al-syasah

46- شیبانی، محمد بن حنبل ، مسند احمد، بیروت، ۳/۳۱۳
Shaibānī, Muḥammad Bn Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Beirūt, 3/ 313

آباد کرنے کی غرض سے اپنے قبضہ میں لائے اور تین برس کے اندر آباد نہ کرے تو زمین اس کے قبضے سے نکل جائے گی۔[47]

۸- شجر کاری کا اہتمام اور اتلاف شجر کی ممانعت:

انسانی زندگی کی بقااور ماحول کی خوبصورتی کا دارومدار درختوں پر ہے۔ قرآن مجید نے جہاں جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے تو بالعموم ہمارے مفسرین جنت /جنّٰت کا ترجمہ باغ / باغوں سے کرتے ہیں۔ جہاں مختلف النوع اشجار ہوں گے اور ان پر لگے پھل ہوں گے۔

انسان کسی ایسی بستی اور آبادی کے بارے میں خیال کرے کہ جہاں درخت اور سبزہ نہ ہو تو ایک وحشت سی ہونے لگتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ میں ہمیں دو طرح کی تعلیمات ملتی ہیں۔ ایک تو شجر کاری کی ترغیب اور دوسرے درختوں کے بلا وجہ کاٹنے کی ممانعت۔ چنانچہ آپ نے متعدد اسلوب میں درختوں کے لگانے کی ترغیب فرمائی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةً ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لا يَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا ، فَلْيَغْرِسْهَا .[48]

اگر قیامت قائم ہونے لگے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو تو اگر وہ اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ وہ حساب کے لیے کھڑا ہونے سے پہلے اسے لگالے گا تو اسے ضرور لگادے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے درخت اور زراعت کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ .49

جو بھی مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی باڑی کرے گا اور اس سے کوئی پرندہ، انسان یا کوئی چوپایہ کھائے گا تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جائے گا۔

47- شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۱۸۸

ShibliNomani, Alfaroq, MaktabaRhmanih, Lahore, P 188

48- احمد بن حنبل ، مسند احمد، طبع بیروت، ۲۰۰۱ء، ۸۳/۳

ĀḥmādBīnḤānbāl ،MūsādĀḥmd ،Ṭbʿ Bīrwūt

49- البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المزارعةباب فضل الزرع والفرس اذا اکل منه

Al Bukhārī, al-ṣaḥīḥ, Kitāb al-aḏān, al-mzārʿā, Bāb Fāḍl al-zarʿ W al-frs Iḏā akala minhū

ان ترغیبات کے پیش نظر نہ صرف عالمی سطح پر زراعت اور شجر کاری کو فروغ دیا جائے بلکہ وطن عزیز میں سال میں کم از کم دو موسموں (خریف اور ربیع) میں شجر کاری کی مہم چلائی جائے۔ بد قسمتی سے پاکستان کے کل رقبہ کا ۵ فی صد حصہ جنگلات پر مشتمل ہے جو انتہائی ناکافی ہے۔ موجودہ حکومت کا بلین ٹریز کا منصوبہ بھی قابل تحسین ہے۔ جس کی بدولت ایک بڑے علاقے پر شجر کاری ہوئی۔اسی طرح گورنمنٹ اپنے مختلف اداروں کے ذریعے شجر کاری کی مہم چلائے۔ اگر تعلیمی اداروں (سکولز، کالج، جامعات، مدارس) کو متحرک کیا جائے تو یہ مہم زیادہ موثر انداز میں چلائی جاسکتی ہے۔اسی طرح نئی بننے والی سوسائٹیوں اور گھروں میں شجر کاری کو لازمی قرار دیا جائے۔اس کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ فلوری کلچر اور کچن گارڈن کو فروغ دیا جائے کہ گھر کی چھتوں، گملوں اور پرانے ٹائرز میں سبزیاں اگائی جائیں، اس سے جہاں سبزیوں میں خود کفالت ہوگی وہیں ماحول بھی خوش گوار ہوگا۔

۹-پرندوں اور حشرات الارض کا تحفظ:

ماحول کی خوبصورتی کے لیے پرندوں کا وجود ناگزیر ہے۔ دوسری طرف ماحول کی آلودگی کے خاتمے کے لیے بھی پرندوں کا وجود ضروری ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ میں دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ میں اس کے لیے بھی کچھ ملتا ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِي بِهَا.[50]

جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑی چیز کو ناحق مار ڈالے۔ اللہ اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا اس کو ذبح کر کے کھائے اور اس کا سر کاٹ کے پھینک نہ دے۔ پرندوں کے ساتھ ساتھ کائنات کی ایک اور اہم مخلوق حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے ہیں۔ بظاہراً دیکھا جائے تو ان کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا مگر حقیقتاً کائنات کے ماحول کو خوبصورت بنانے میں ان کے وجود کا انکار نا ممکن ہے۔ نہ صرف یہ کہ زمین کی آلودگی دور کرنے میں حشرات الارض نہایت ضروری ہیں بلکہ دوسری طرف پرندوں کی خوراک کا اہم ذریعہ بھی یہی ہیں۔ نیز بعض کیڑے ماحول دوست ہوتے ہیں۔ بد قسمتی سے حشرات الارض میں بہت تیزی سے کمی واقع ہو رہی ہے۔ یہاں پر ایک حالیہ تحقیقی رپورٹ کا حوالہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

---

[50]- ایضاً

Ibid

"دو جرمن یونیورسٹیوں میں مکمل کی جانے والی ایک ریسرچ میں واضح کیا گیا ہے کہ گزشتہ تیس برسوں میں زمین پر بسنے والے مختلف النوع کیڑوں کی کئی اقسام بری طرح ناپید ہو کر رہ گئی ہیں ۔ اس ریسرچ کا ایک سطری نتیجہ یہ ہے کہ زمین کے اندر، جھاڑیوں، درختوں اور پودوں میں بسنے والے مختلف کیڑوں میں مسلسل کمی پیدا ہو رہی ہے۔ اس ریسرچ میں شامل ایک سائنس دان کا کہنا ہے کہ اگلے پچھتر برسوں میں ان حشرات الارض میں پچاس فی صد کمی ہونے کا قوی امکان ہے۔ محققین کے مطابق حشرات الارض میں کمی کی سب سے بڑی وجہ زمین پر آبادی میں غیر معمولی اضافہ اور اس کے ساتھ ساتھ زرعی علاقے پر مکانات اور کارخانوں، فیکٹریوں اور گوداموں وغیرہ کی تعمیرات ہیں۔ اس کے علاوہ شہروں کے بڑھنے سے جنگل بردگی کا عمل جاری ہے۔ اس ساری صورتحال نے کیڑوں کی نشوونما کے ماحول کو بری طرح متاثر کیا ہے۔[51]

قرآن حکیم میں ایک پوری سورۃ، نمل (چیونٹی) موجود ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹیوں کی سردار کا مکالمہ بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم نے پرندوں اور حشرات الارض کو خالقِ کائنات کی خوبصورت مخلوق قرار دیا ہے: وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَاطٰىٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ[52]

اور کوئی نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دونوں بازؤوں سے مگر یہ ایک امت ہے تمہاری طرح۔ جنگلی حیات کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے ان کا تحفظ ضروری قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ کائنات میں محض انسان ہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان نہیں کرتا بلکہ ہر مخلوق خواہ وہ پرندے ہوں یا حشرات الارض، تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہیں۔

اگر حشرات الارض انسانی جان یا اموال کو نقصان پہنچائیں تو ان کو تلف کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ مثال کے طور پر ان دنوں اندرون سندھ اور پنجاب میں "ٹڈی دل" فصلوں کو سبزے کو برے طریقے سے نقصان پہنچا رہی ہیں۔ ایسے میں ان کا خاتمہ از حد ضروری ہے۔

---

[51]- عنوانات: سائنس اور ماحول. 2020 ،10 Accessed May (M:dw.com/ur/24/4/2020)

[52]- الانعام، ۶:۳۸

Al-Qurān, 6:38

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا نکات سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اصولی بھی ہیں اور عملی بھی۔ جنہیں آپ نے ریاستِ مدینہ میں عملی جامہ پہنایا، اور رہتی دنیا تک "اسوۂ حسنہ" کی صورت میں چھوڑ دیا۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ذمہ داریوں میں جہاں فرد کو مخاطب کیا گیا ہے وہیں اجتماعیت اور حکومت کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔ بلکہ فرد اور ریاست کے درمیان دیگر افراد اور اداروں کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سب کی یہ حدیث جامع ہے:

أَلا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. [53]

تجاویز و سفارشات:

مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں درج ذیل اقدامات اور تجاویز بطور سفارشات کے پیش کی جاسکتی ہیں۔

١ - رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات میں طہارت و پاکیزگی مرکزی اہمیت کی حامل ہیں۔ گھر، محلّہ اور شہر سے لے کر ملکی سطح تک مرحلہ وار ایسے اقدامات (SOPs) متعین کیے جائیں جن پر عمل کرنا ضروری قرار دیا جائے۔

٢ - ماحول کی پاکیزگی اور خوبصورتی پر مبنی آیات واحادیث تعلیمی اداروں اور دیگر عوامی مقامات پر آویزاں کی جائیں۔

٣ - ماحولیاتی تحفظ اور آلودگی کے انسداد کے لیے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ساتھ، علماء واساتذہ، صنعت کار و تاجر، نیز عوام وحکومت یکساں طور پر اپنا کردار ادا کریں۔

۴ - ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ سطح تک نصاب میں ایسا مواد شامل کیا جائے جس سے ماحولیاتی تحفظ کا شعور بیدار ہو۔ معاشرے کا ہر تعلیم یافتہ شخص اس کا علمبردار بنے۔

٥ - ملک میں جہاں بنجر، بے آباد رقبہ خواہ وہ حکومتی ملکیت میں ہو یا نجی ملکیت میں ہو، اس کو آباد کرنے کے خصوصی اقدامات کیے جائیں اور ترغیبات دی جائیں۔

---

[53]- البخاري ، الصحيح، بَاب الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَنَسَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالَ إِلَى السَّيِّدِ
Al Bukhārī, al-ṣaḥīḥ, Bāb al-abd o rā’ fi māl sayyedehi w a nasab al-nabiyyi

۶ - سکولز کی سطح پر طلباء و طالبات کو ایسی سرگرمیوں کا پابند کیا جائے کہ وہ گھروں میں شجر کاری' کچن گارڈن اور فلوری کلچر کو فروغ دے سکیں۔ ایسے طلباء کو ترغیب کے لیے خصوصی سرٹیفکیٹس جاری کیے جائیں۔

۷ - سیاحتی مقامات اور تاریخی عمارات پر صفائی ستھرائی کے لیے اتھارٹیز قائم کی جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ سیاحوں کو اس طرح راغب کیا جاسکے اور ملکی آمدنی میں اضافہ کا ذریعہ بنے۔

۸ - نئے شہروں' سوسائٹیوں اور آبادکاری کے لیے اطراف میں موجود زرعی رقبوں کے استعمال کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ نیز نئے شہروں' ٹاؤنز اور نئی آبادیوں میں کھیلوں کے میدان' جاگنگ ٹریکس اور پارکس وغیرہ کے لیے جگہ مختص کرنے کے بائی لاز بنائے جائیں۔

۹ - فصلوں کی باقیات اور کوڑے کرکٹ کو آگ لگانے کو سختی سے ممنوع قرار دیا جائے نیز دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو ٹریفک کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔

۱۰ - اقوام متحدہ کے اعلان کردہ ایام مثلاً یوم تحفظ ارض' یوم تحفظ آب' عالمی یوم ماحولیات وغیرہ کو بھرپور طریقے سے منایا جائے تاکہ عوام الناس کو پوری طرح آگاہی حاصل ہو۔

۱۱ - ملک میں پانی کے استعمال کو کارآمد بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ ڈیمز تعمیر کیے جائیں۔ نیز ان سے دیگر فوائد بھی حاصل کیے جائیں۔ نیز صاف پانی کے ضیاع کو روکنے کے لیے بھی قانون سازی کی جائے۔

۱۲ - پاکستان انوائرمنٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۹۷ء نیز پاکستانی ماحولیاتی تحفظ کونسل کے قوانین و سفارشات پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License